تمام تر روحانی زندگی کا انحصار وسیلہ پر ہے

وسیلہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ رجنوری ۱۹۸۸ء بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت تلاوت کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (المائدہ:۳۶)

پھر فرمایا:

احمدیت کے قیام کو ایک سو سال پورے ہونے میں اب تقریباً ایک سال باقی ہے اور آئندہ سال ہم انشاء اللہ احمدیت کی سو سالہ تاریخ پر اور خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے نزول پر اظہار تشکر کا سال منائیں گے جسے صد سالہ جوبلی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جوبلی کے لفظ پر بعض دوستوں کو اعتراض بھی ہے اس کی تاریخ تلاش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس کا مذہبی تہواروں سے یا مذہبی معاملات سے تعلق نہیں ہے اس لئے احمدیت کے اظہار تشکر کے سال کے لئے لفظ جوبلی کا استعمال مناسب نہیں مگر یہ باتیں Pedantic مزاج کو ظاہر کرتی ہیں یعنی بعض لوگ علمی لحاظ سے، گرائمر کے لحاظ سے علم حاصل کرنے کے نتیجہ میں بہت زیادہ الفاظ پر ان کے Origin یعنی ان کے آغاز پر زور دینے لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ کثرت کے ساتھ انسانی استعمال نے جو ان میں نئے رنگ پیدا کر دیئے ہیں ان کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ لفظ جو بلی ان دنوں میں یعنی اس زمانہ میں ہرگز کسی غیر مذہبی گزشتہ تاریخ کی کوئی یاد دلانے والا لفظ نہیں بلکہ Jubilation انگریزی میں ایک ایسا لفظ ہے جس کا مطلب ہے خوشی کا اظہار اور جو بلی خوشی کے اظہار کے سال کو کہتے ہیں۔اس لئے جماعت احمدیہ نے جب اس اصطلاح کو استعمال کیا تو صرف انہی معنوں میں استعمال کیا تھا لیکن درحقیقت اس استعمال کے اندر جماعت احمدیہ کے اپنے اصطلاحی معنی بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ جب بھی ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں تو ہمارا ہر خوشی کا اظہار مذہبی رنگ رکھتا ہے۔اس لئے لفظ جو بلی کا احمدیہ ڈکشنری کے لحاظ سے یہ ترجمہ ہوگا **''اظہار تشکر کا سال'' یعنی خدا تعالیٰ کی حمد وثناء کا سال۔اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات اور رحمتوں کے نازل ہونے کے نتیجہ میں جذبات تشکر کے اظہار کی کوشش کا سال**۔اظہار کا سال بھی ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ عملاً خدا تعالیٰ کے اتنے احسانات ہیں کہ انسان اگر ہر لمحہ بھی ان احسانات کا تصور کر کے ان کے شکریہ کے اظہار کی کوشش کرے تو اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔اول تو ہر انسانی لمحہ اس کے اپنے اختیار میں نہیں دوسرے دیگر مصروفیات کی وجہ سے اس کی زندگی کے اکثر لمحے دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں یا ضائع ہو جاتے ہیں۔تو خدا تعالیٰ کے تشکر کے اظہار کا حق تو ادا ہو ہی نہیں سکتا۔پھر سو سالہ رحمتوں کے اظہار تشکر کے لئے ایک سال کا انتخاب کر کے یہ خیال کر لینا کہ صرف ایک سال میں اظہار تشکر ہو جائے گا۔یہ محض ایک بچگانہ خیال ہے لیکن کوشش سنجیدہ ہے۔اظہار ممکن نہ بھی ہو لیکن اگر نیت اظہار کی ہو نیت پاک ہو، محبت پر مبنی ہو، خلوص پر مبنی ہو **حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا** ہوتے ہوئے انسان یہ چاہے کہ میں اپنے رب کے تشکر کے اظہار کی پوری کوشش کروں تو یہ ضرور ممکن ہے اور اس کوشش کو بچگانہ کوشش قرار نہیں دیا جاسکتا۔

پس ساری دنیا کی جماعتوں نے، ہر جماعت کے ہر فرد نے اس سال کو خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کے شکریے کے ادا کرنے کی کوشش میں گزارنا ہے اور اس کا برملا اظہار بھی کرنا ہے۔اظہار کس طرح ہوگا اس کے لئے مختلف منصوبے بنائے گئے ہیں ان پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے بلکہ اتنے مختلف نوع کے منصوبے اس تفصیل سے تیار ہیں کہ خطرہ صرف یہ ہے کہ ان میں سے ہر پہلو پر عمل درآمد کروانے کے لئے جتنا وقت درکار ہے وہ ہمیں اس وقت میسر نہیں اور کئی لحاظ سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ اس منصوبے کی تعمیل میں خامیاں نہ رہ جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

سارے سلسلہ کے کارکنوں کو توفیق عطا فرمائے کہ حتی المقدور خدا کی رضا کے مطابق جس حد تک بھی تحسین کے ساتھ ممکن ہے اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوشش کریں اور ساری جماعت کو اس کے لئے تیار کریں۔ پھر جو خامیاں رہ جائیں گی۔

سپردم بتو مایہء خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

کے تابع اس خدا کے حوالہ ہیں جو بہت ہی رحم کرنے والا، بہت ہی مغفرت کرنے والا، بہت ہی غفلتوں سے صرف نظر کرنے والا اور پردہ پوشی کرنے والا ہے۔

اس منصوبہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ میں گزشتہ چند سالوں سے **جماعت کو بار بار بعض خصوصی نصیحتیں کر رہا ہوں کہ اصل تشکر کا اظہار تو وہ کچھ بننے میں ہے جو خدا تعالیٰ ہمیں بنانا چاہتا ہے اور اگر وہ ہم نہ کریں تو دوسرے تمام اظہار بے معنی اور لغو اور کھوکھلے ہو کر رہ جائیں گے۔** اس لئے جماعت کو من حیث الجماعت بھی اور ہر خاندان کی حیثیت سے ہر فرد جماعت کو اپنی انفرادی حیثیت سے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ عمومی طور پر جہاں تک بھی ممکن ہے وہ اپنی تحسین کرے یعنی اپنے اندر وہ حسن پیدا کرنے کی کوشش کرے جو خدا تعالیٰ ہم میں دیکھنا چاہتا ہے اور خصوصی طور پر اپنی ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے جو بعض افراد کے ساتھ خصوصیت سے چمٹ جایا کرتی ہیں۔ عمومی تحسین کا پروگرام تو جاری رہتا ہے لیکن اس کے باوجود انسان کے اندر بعض بیماریاں بعض گناہ بعض کمزوریاں ناسور بن جایا کرتی ہیں اور باقی جسم صحت مند بھی ہو تو ناسور ہمیشہ دکھ دینے کا موجب بنے رہتے ہیں اور ضروری نہیں ہوا کرتا کہ انسان جو کسی ناسور میں مبتلا ہو اس کا سارا بدن ہی بیمار ہو۔ اس لئے بسا اوقات بعض لوگوں کے ناسور چھپے رہتے ہیں۔ بیرونی نظر سے تو چھپے رہتے ہیں لیکن اندرونی نظر سے وہ نہیں چھپ سکتے اس لئے میں نے عمومی کے مقابلے میں خصوصی طور پر جو بات پیش نظر رکھی ہے وہ یہ کہ ہر فرد اپنی ان کمزوریوں کو نمایاں طور پر اپنی نظر میں اپنے فوکس میں لے کر آئے اور ان کو دور کرنے کے لئے حتی المقدور پوری کوشش کرے۔

تحسین میں عمل کا جو عمومی پروگرام ہے وہ میں نے مختلف وقتوں میں بیان کیا ہے چونکہ یہ اس سال کا آغاز ہے جو ہمارے اظہار تشکر کے سال سے پہلے کا آخری سال ہے اس لئے میرا خیال

ہے کہ شروع سال ہی میں انشاء اللہ جہاں تک ممکن ہوا ان پروگراموں کو اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے دوہرادوں جو ایک خاص مقصد اور خاص منصوبے کے تحت جماعت کے سامنے کچھ عرصہ سے رکھتا چلا آرہا ہوں تا کہ ان باتوں کی یاد دہانیاں ہوں اور ہم بڑی تیزی کے ساتھ گزشتہ غفلتوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کچھ باتیں بھول گئے ہیں تو وہ یاد آجائیں اور خدا سے دعا مانگتے ہوئے کوشش کریں کہ نئے سال کی محراب سے اس حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گزریں کہ ہمیں خود یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم نے اس جشن کے سال میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو اپنے وجود کو بھی رونق بخشی ہے۔ صرف گیٹ ہی نہیں سجائے، صرف گلیوں ہی کو زینت نہیں دی بلکہ اپنے وجود کو بھی صاف ستھرا اور پاک کیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہم نے تقویٰ کے لباس پہن کر زینت اختیار کر لی ہے۔ یہ صحیح اظہارِ تشکر ہوگا۔ اس سلسلہ میں جو میں نے پروگرام رکھے تھے ان میں سے آج سب سے پہلا جو اہم پروگرام ہے جو سارے پروگراموں کی جان ہے اس کی یاددہانی کرانا چاہتا ہوں۔

میں نے جماعت کو پچھلے دو سالوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ نصیحت کی تھی کہ سیرت نبویؐ کے دن منائیں اور کثرت کے ساتھ سیرت کے جلسے کریں، سیرت کے مضمون کا مطالعہ کریں، اپنے بچوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے روشناس کرائیں اور جہاں تک توفیق ملتی ہے درود اور سلام کثرت کے ساتھ اپنا وردِ جان بنائیں اور اس ذریعہ سے بہت سی روحانی برکتیں حاصل کریں۔ جہاں تک جماعت کی رپورٹوں کا تعلق ہے الحمدللہ کہ وہ سال جو گزرا ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ اس کی طرف جماعت نے دنیا میں ہر جگہ توجہ دی ہے اور اس کے بہت سے شیریں ثمرات ظاہر ہوئے ہیں، بہت سی برکتیں ایسی ملی ہیں جن کا وہ جماعتیں بھی یہ تصور نہیں کرسکتی تھیں جو سمجھتی تھیں کہ بہت اچھا پروگرام ہے۔ چنانچہ بہت سی رپورٹوں سے پتا چلتا ہے کہ ہمیں یقین تو تھا کہ اس پروگرام کی بہت برکتیں ہوں گی لیکن وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی زیادہ برکتیں ہوں گی۔ غیروں کے ردعمل میں ان کے تعلقات میں زمین وآسمان کا فرق پڑ گیا، اپنے اندرونی حالات میں زمین وآسمان کا فرق پڑ گیا، اپنی روحانی کیفیات میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہوئی اور روحانی ترقی نصیب ہوئی اور بہت سی تفصیلات ہیں جو خطوں سے مل رہی ہیں۔ مگر ایک یہ غلط فہمی بھی معلوم ہو رہی ہے وہ یہ

کہتے ہیں کہ یہ سال تھا سیرت نبویؐ منانے کا گویا اب سال ختم ہو گیا اور اس پروگرام کو ویسی اہمیت اب نہیں دیں گے۔ یہ درست ہے کہ شروع میں مَیں نے خصوصی سال کے طور پر ہی کہا تھا لیکن سیرت نبویؐ کا مضمون تو انسان کی ساری زندگی سے تعلق رکھتا ہے، انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے، انسانی زندگی کے گزرنے والے ہر لحہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر عمر کے انسان سے، ہر نسل کے انسان سے، ہر رنگ کے انسان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ تو توجہ دلانے کی خاطر تا کہ خصوصی توجہ محنت کر کے اس سال کو سیرت نبویؐ کے بیان کا اور سیرت نبویؐ کو اپنانے کا خصوصی سال بنایا جائے۔ میں نے لفظ سال استعمال کیا تھا مگر یہ پروگرام اب جاری رہنا چاہئے۔ یہ تو ختم ہونے والا پروگرام ہی نہیں ہے اور اگر سچے جلسے منائے جائیں سیرت النبیؐ کے یعنی سچے جلسوں سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی طرح نمود و نمائش کی خاطر نہیں بلکہ دلی محبت کے ساتھ جلسے منائے گئے ہوں تو پھر ایسے جلسے منانے والا خود ان کو چھوڑ ہی نہیں سکتا، پھر ایسے پروگرام میں شمولیت کرنے والا تو ان کا ہو رہتا ہے۔ اس کے لئے ویسے ہی ممکن نہیں ہے کہ اس پروگرام سے صرف نظر کر کے اور باتوں کی طرف توجہ کرے۔

مزید برآں دوسرے جتنے بھی پروگرام میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں وہ سارے کے سارے سیرت نبویؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی کا کوئی پروگرام بھی ممکن نہیں ہے کہ سیرت نبویؐ کے حوالہ کے بغیر طے ہو سکے یا اگر سیرت نبوی کے حوالہ کے بغیر طے کرنے کی کوشش کی بھی جائے تو وہ ایک نامکمل کوشش ہوگی، ایک ناقص اور کمزور کوشش ہوگی۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے تعلق کے بغیر، آپ کی سیرت کے حوالہ کے بغیر کوئی نیکی بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔** اس لئے **سیرت نبوی کی مضمون کو جاری رکھنا ضروری** ہے اور اس ضمن میں کثرت کے ساتھ ساری دنیا میں جلسے منانے چاہئیں تا کہ با قاعدہ علماء تقریریں اچھی طرح تیار کر کے جماعت کے سامنے اس مضمون کو بیان کریں۔ گھروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے پہلے سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ آپؐ کی سیرت کے مختلف پہلو گھروں میں، مجالس میں بیان ہونے چاہئیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مضمون سے تعلق رکھنے والا لٹریچر کثرت سے شائع ہونا چاہئے، مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہونا چاہئے اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سیرت کے پہلو جس جس ملک میں ضرورت ہو نمایاں طور پر پیش کئے جائیں۔ بعض ممالک کی بیماریاں اور ہیں بعض

ممالک کی بیماریاں اور ہیں بعضوں کو کسی خاص پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے کسی خاص پہلو کی ضرورت ہے اس لئے یہ تو ممکن نہیں ہوگا کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں دنیا کے ہر ملک میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے تمام پہلو پوری طرح بیان کئے جاسکیں۔لیکن بعض ممالک کے لئے بعض حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے خاص پہلوؤں کو نمایاں کیا جاسکتا ہے۔اس لئے جماعت کو ایسے کاموں کے لئے لازماً منصوبے کے تحت کام کرنا ہوگا اور ہر ملک کا اپنا منصوبہ ہوگا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے انگلستان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے کون سے پہلوؤں کی ضرورت ہے اس کا فیصلہ انگلستان کے لوگ بہتر طور پر کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ باقی سیرت کے پہلوؤں کی ضرورت نہیں ہے۔مراد یہ ہے کہ اقتضائے حال کے مطابق ماحول اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر کس پہلو سے زیادہ تشنگی محسوس ہورہی ہے، کسے اولیت دیتے ہوئے پہلے بیان کرنا ضروری ہے اور ایک دفعہ سیرت کا مضمون شروع ہو جائے اور اس سے تعلق پیدا ہو جائے تو پھر یہ مضمون تو مکمل ہوئے بغیر رہتا ہی نہیں۔خود اپنی طلب پیدا کر دیتا ہے مزید کی طلب پیدا کرتا ہے اور یہ جو مزید کی طلب ہے یہ بدی میں بھی قوت پائی جاتی ہے لیکن نیکی میں بھی قوت پائی جاتی ہے۔ ہر بدی مزید کی طلب پیدا کرتی ہے اسی طرح ہر سچی نیکی بھی مزید کی طلب پیدا کرتی ہے اور درمیانی جو حالات ہیں وہ بالکل بے معنی ہیں جن کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ دو ہی حقیقتیں ہیں اگر سچی نیکی ہے تو اور نیکی کی طلب ضرور پیدا ہوگی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (المومنون:۹۸) اس آیت میں بھی اور دیگر آیات میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:۱۱۵) کہ نیکیاں بدیوں کو کھا جاتی ہیں اور نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں اور نیکیاں نیکیوں کو پیدا کرتی ہیں اس قسم کے مضامین قرآن کریم میں کثرت سے بیان فرمائے گئے ہیں۔تو اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے جلسے اگر سچے دل سے منائے جارہے ہوں، محبت اور پیار کے نتیجے میں منائے جارہے ہوں تو لازماً مزید کی طلب پیدا کریں گے اور جو مضمون بھی سیرت کا بیان ہوا گر وہ سچا ہو اور پُر خلوص ہو تو اس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بڑھتی چلی جائے گی اور سیرت کے دیگر پہلوؤں سے طبعاً اتنا پیار ہو جائے گا کہ انسان ان کو مزید حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

اس ضمن میں ایک بات خصوصیت سے آج جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام قبلہ کا نہیں ہے قبلہ نما کا ہے۔آپؐ خود مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ خدا مقصود بالذات ہے، خدا کی طرف لے جانے والے ہیں۔اس پہلو سے قرآن کریم نے آپ کو وسیلہ قرار دیا ہے اس لئے ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپؐ کے عشق اور آپ کے پیار کو آخری مقام سمجھ لیں اور یہ سمجھیں کہ اس محبت کے نتیجہ میں باقی کام خود بخود ہوں گے اور خدا سے کسی ذاتی تعلق کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔یہ وہ خطرہ ہے جو پہلی قوموں کو بھی پیش آیا اور بہت سی قومیں اس خطرہ میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئیں اور قرآن کریم میں اس کی واضح طور پر نشاندہی فرمائی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے کہ آپ بھی ایک رستہ تھے خدا تک پہنچانے والا اسی لئے بائبل نے یعنی New Testament نے یہ اعلان کیا حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے کہ میں Way ہوں I am the way میں راستہ ہوں اور عیسائیوں نے اس بات کو بہت اچھالا ہے کہ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو راستہ تھے باقی کوئی نبی گویا رستہ نہیں ہے۔یہ ان کی جہالت ہے اور دنیا کے مذاہب سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کا ہر نبی وسیلہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور رستہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا خدا اس کے متعلق اعلان فرماتا ہے کہ یہ وسیلہ ہے اگر مجھ تک پہنچنا ہے تو اس کے رستے سے آؤ لیکن رستہ تو خود منزل نہیں ہوا کرتا اگر رستہ منزل بن جائے تو وہ منزل سے محروم کرنے والی چیز ہو جائے گا نہ کہ رستہ، آرستہ تو اپنے اندر یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ آگے پہنچانے والا ہے۔اس لیے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اس بات میں ہے کہ آپ آگے پہنچانے والے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **اندر کی راہ دکھائے** (درثمین صفحہ:۸۳) یہ وہ نبی جو علم و عرفان کے اوپر سے پردے پردے اٹھاتا ہے اور حضرت احدیت جل شانہٗ اللہ تعالیٰ کے اتنا قریب کر دیتا ہے کہ گویا اس کے ساتھ تعلق میں انسان اندر والا کہلانے لگ جائے جس طرح گھر میں کچھ لوگ غیر محرم ہوتے ہیں کچھ اجنبی رہتے ہیں ان کو یہ حق نہیں ہوا کرتا کہ وہ اندر آجایا کریں لیکن جو اپنے ہیں وہ کس بے تکلفی سے دروازے کھولتے، پردے اٹھاتے ہوئے اندر داخل ہوتے ہیں۔تو اندر کی راہ دکھانے کا یہ مطلب ہے کہ خدا والے بناتا ہے اور خدا والوں میں انسان کا شمار ہونے لگتا ہے اس پہلو سے قرآن کریم نے پرانی قوموں کی غلطی کی طرف

توجہ دلاتے ہوئے فرمایا قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۷﴾ (بنی اسرائیل :۵۷) کہہ دے کہ وہ لوگ جن کو تم خدا کے سوا بلاتے اور خدا کے سوا گویا تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا کہ وہ تو تم سے نہ کوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی مصیبت ٹال سکتے ہیں کسی قسم کی کوئی تبدیلی تمہارے اندر پیدا نہیں کر سکتے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۸﴾ (بنی اسرائیل :۵۸) یہی وہ لوگ ہیں جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو دلی خواہش اور تمنا کے ساتھ اور اس کے لئے وسیلہ حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ خدا تک پہنچانے والے ذریعے کی تلاش میں خود رہتے ہیں اور یہ جو وسیلہ یہاں بیان فرمایا گیا ہے یہ عام رستہ، عام طریق، عام طریق کا رنہیں بلکہ بعض زندہ لوگوں کو وسیلہ کے طور پر اس آیت میں پیش فرمایا ہے جو خدا کے مقرب ہیں وہ تلاش کرتے ہیں اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ کہ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں وسیلہ بنتے ہیں ان میں سے کون زیادہ قریب ہے وہ خود اس کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس لفظ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ میں فرشتے بھی آجاتے ہیں اور خدا کے محبوب اور مقرب بندے بھی آجاتے ہیں يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ وہ خدا کی رحمت کی تمنا رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا یقیناً تیرے رب کا عذاب ایسا ہے جس کا خوف دلایا جاتا ہے جس سے خوف کھانا چاہئے۔

اس آیت میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعض بندے جو خدا تعالیٰ کو پیارے ہوتے ہیں بعض ظالم لوگ ان کو بھی شریک بنا لیتے ہیں اور جن کو وہ شریک بناتے ہیں وہ خود خدا تعالیٰ کی راہیں تلاش کرنے والے لوگ ہوتے ہیں اس لئے یہاں عام بت مراد نہیں ہیں یا فرضی خدا مراد نہیں ہیں۔ خدا کے وہ نیک بندے مراد ہیں جن کو بعض دوسرے اپنی جہالت اور لاعلمی کے نتیجہ میں خدا کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔ وہ منزل نہیں ہوا کرتے وہ منزل تک پہنچانے والے ہوا کرتے ہیں لیکن ان کو منزلیں بنا لیا جاتا ہے، ان کو مقصود بالذات بنا لیا جاتا ہے تو فرمایا خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ تم بھی تباہ ہو جاؤ گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے خدا فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو تجھ سے پہلے

گزرے خدا کہ مقربین میں شامل تھے لوگوں کو خدا کی طرف لے جانے والے تھے ان کو مقصود اور مطلوب بنالیا گیا اور یہ تو اب خدا کے حضور حاضر ہو چکے ہیں ان کے اندر کوئی بھی طاقت نہیں کہ وہ لوگ جو ان کو پوجتے ہیں ان کو کسی قسم کا فائدہ پہنچاسکیں ، ان کے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا کرسکیں۔ جب تک یہ لوگ زندہ رہے ان کا اپنا حال یہ تھا کہ خدا کی راہ میں ایسے بزرگوں کے متلاشی رہتے تھے ایسے مقربین کے متلاشی رہے تھے جو انہیں خدا کے اور زیادہ قریب کرسکیں اور یہاں وَسِيْلَةَ کا لفظ استعمال ہوا ہے اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو خدا کا شریک ٹھہرایا گیا لیکن وہ نیک اور بزرگ لوگ تھے۔

آپ تاریخ مذہب پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اکثر وہ انبیاء ہی ہیں جو غیب میں بھی فرضی خدا ہیں ان کا تو یہ آیت ذکر ہی نہیں کر رہی نیک اور مقرب لوگوں کا ذکر فرما رہی ہے اور نیک اور مقرب لوگوں میں سے جن کو خدا کا شریک ٹھہرایا گیا ہے وہ انبیاء ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں داخل ہیں چنانچہ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں داخل ہیں اور دیگر انبیاء جن کو ان کی قوموں نے خدایا خدا کا بیٹا اور خدا کا شریک بنالیا یہ سب ان کا ذکر ہے۔ وہ کون سا وسیلہ ڈھونڈ ھتے تھے اپنے وقت میں تو وہ خود مقرب تھے۔ معلوم یہ ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر تمام گزشتہ انبیاء کو دی گئی اور اس بات کے لئے ہمارے پاس بہت سی دیگر اسناد ہیں، نصوص صریحہ ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر گزشتہ تمام انبیاء کو دی گئی تھی۔ وہ اس وسیلہ کے متلاشی رہتے تھے کہ کاش ہمیں بھی وہ وسیلہ نصیب ہو جائے جو خدا سے زیادہ قریب ہے اور ہم اس کی وساطت سے خدا کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی وہ آپ سے محبت کرتے تھے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کی محبت کے گیت گاتے تھے اور آپ کے اپنے قرب کا اظہار کرتے تھے تا کہ اس طرح خدا تعالیٰ کے اور بھی زیادہ قریب ہو جائیں۔

اس مضمون کی روشنی میں جب آپ زبور کو پڑھتے ہیں، حضرت داؤد کے گیت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں گائے گئے یا تورات میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پڑھتے ہیں یا New Testament عہد نامہ جدید انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بڑے پیار اور محبت سے پڑھتے ہیں تو یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ان سب انبیاء کو

خدا نے پہلے سے ہی آنیوالے وسیلہ کی خبر دی تھی اور اس وسیلہ کے ساتھ اپنی محبت اور تعلق کا اظہار اپنے گیتوں میں بھی کرتے تھے اپنی عبادتوں میں بھی کرتے ہوں گے لیکن الٰہی کتب میں اس کا ذکر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان گزشتہ انبیاء کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک روحانی تعلق قائم ہو چکا تھا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان کے شریک ٹھہرا رہے ہو جو خدا کے ایک ایسے بندے کا قرب ڈھونڈ رہے ہیں جسے خدا نے وسیلہ بنایا ہوا ہے اور جو وسیلہ ہے وہ تو خدا کا شریک بن ہی نہیں سکتا کیونکہ وسیلہ کا مطلب ہے دوسرے کی طرف لیجانے والا۔ کیسی جہالت ہے تمہاری کہ جو ان کا مرغوب اور محبوب تھا جن کو تم نے خدا کا شریک بنالیا وہ تو خود خدا کی راہ دکھانے والا ایک وجود ہے، خدا کی راہ میں ایک انتہائی عاجز بندہ ہے اور اس کے عجز میں ہی اس کی عظمتیں ہیں۔ وہ اپنے لیے کچھ نہیں چاہتا، وہ خدا نما ہے تمہیں خدا کی طرف لے جانا چاہتا ہے اور اس سے جتنی بھی تمہیں محبت ہے اس وجہ سے ہے کہ وہ خدا نما ہے پس اس مضمون سے قرآن کریم کی ایک اور آیت پردہ اٹھاتی ہے اس وسیلہ کی خود تشریح فرماتی ہے کہ وہ وسیلہ کون ہے۔

چنانچہ وسیلہ کا لفظ یعنی س کے ساتھ وسیلہ کا لفظ قرآن کریم میں دو جگہ استعمال ہوا ہے ایک اس آیت میں جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے دوسرا ذکر اس آیت میں موجود ہے جس کی میں نے جمعہ کے آغاز میں تلاوت کی تھی فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ خدا کی راہ میں بہت کوشش کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔ یہاں وسیلہ سے مراد حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وسیلہ سے عمومی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں خدا کے قرب کی راہوں کو بھی وسیلہ کہا جاسکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن مجسم وسیلہ، صاحب شعور وسیلہ جیسا کہ پہلی آیت میں اس کی تشریح بیان فرمائی اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ میں وسیلہ کو ایک صاحب شعور وجود کے طور پر پیش کیا ہے اس لئے وہی معنی وسیلہ کا اس وسیلہ کے اوپر بھی اطلاق پانا مناسب ہے بلکہ اولیٰ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ دو ہی جگہ وسیلے کا لفظ آیا ہے ایک اس آیت میں اور ایک یہاں۔ وہاں وسیلہ کو عام رستوں کے طور پر بیان نہیں فرمایا بلکہ خدا کے مقرب بندوں کے طور پر پیش کیا ہے جو مقرب ہونے

کی وجہ سے دوسرے کو خدا کی راہ دکھاتے ہیں۔تو یہاں بھی وسیلہ کا اول معنی قرآن کی تعریف کے مطابق صاحب شعور وجود کے طور پر کیا جائے گا جو خود مقرب ہونے کے نتیجے میں، جو خود صاحب تجربہ ہونے کے نتیجے میں، خود اہل خانہ ہونے کے نتیجے میں اندر کی راہ دکھانے والا ہے۔اس مضمون کو مزید تقویت ملتی ہے حدیث نبویؐ سے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواذان کے وقت کی دعا ہمیں سکھائی اس میں یہی لفظ وسیلہ کا استعمال اپنے اوپر بیان فرمایا۔ چنانچہ فرمایا کہ جب تم اذان کی آواز سنا کروتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو درود اور سلام بھیجو وہ ان الفاظ میں بھیجو اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ اے ہمارے رب محمد! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنادے، وسیلہ دے دے یا وسیلہ بنادے یا وسیلہ کا مقام عطا فرما۔ یہ وہی لفظ وسیلہ ہے جو قرآن کریم کی ان آیات میں استعمال ہوا ہے جو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہیں۔ پس خود حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے یہ خبر دی تھی کہ تم ہی وہ وسیلہ ہو اور صاحب فضیلت بھی آپ تھے اس کے باوجود آپ کا دعا کے طور پر ہمیں یہ بتانا ہمیں یہ سکھانا کہ تم میرے لئے دعا کیا کرو یہ معنی نہیں رکھتا کہ اگر ہم دعا نہ کریں تو نعوذ باللہ من ذالک آپ وسیلہ نہیں بن سکتے اور صاحب فضیلت نہیں ہو سکتے۔مراد یہ ہے کہ میں تو ہوں تم بھی اس ثواب میں شریک ہو جاؤ گے تمہاری محبت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے تم اور زیادہ خدا کے قریب ہو گے اگر میرے لئے یہ دعائیں کرو گے کیونکہ جب میں وسیلہ بنوں گا تو تمہیں قریب کرنے کا بھی ذریعہ بنوں گا۔ جو میرے لئے وسیلہ کی دعا کرتا ہے وہ میری وساطت سے خدا کے قریب ہوتا ہے۔ پس یہ ہمیں قریب کرنے کا ایک طریق بتایا۔اس مضمون پر مزید ایک شاہد نے اپنے آقا مشہود کے لئے گواہی دی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں جو وسیلہ ہونے کی گواہی دی آپ کے الفاظ میں یہ ہے فرمایا:

> ”ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ:۳۶)

کہ خدا کی طرف پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو، وسیلہ کی تلاش کرو، وسیلہ کی خواہش کرو‘‘

تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰــــذَا بِمَاصَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٌ

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ: ۱۳۱۔ ح)

کہ یہ وہ انعام ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اندرونی راہ سے اور بیرونی راہ سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باطن میں بھی اختیار کرنا ضروری ہے ظاہر میں بھی اختیار کرنا ضروری ہے اور درود صرف زبان سے نہ پڑھے جائیں بلکہ اندرونی محبت اور عشق کے نتیجہ میں سینے کی گہرائیوں سے نکلنے والے درود ہوں۔ جب یہ مضمون مکمل ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ بن جاتے ہیں اور ان معنوں میں آپ کو وسیلہ شمار کرنا ہرگز نعوذ باللہ شرک نہیں بلکہ توحید کامل کا ایک مضمون ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے محبوب کامل ہیں انسانوں میں سے کہ وہ کامل خدا محبوب ازلی وابدی کی طرف لے جانے والے ہیں اور توحید کامل عطا کرنے والے ہیں۔ آپؐ کی راہ سے گزرے بغیر یعنی آپؐ کی سیرت اختیار کئے بغیر اللہ تعالیٰ نصیب نہیں ہوسکتا۔ اب یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کے متعلق انشاء اللہ میں بعد میں روشنی ڈالوں گا۔

وسیلہ کا ترجمہ جو اب تک ہمارے سامنے ظاہر ہوا وہ ہے: خدا کو دکھانے والی، خدا کو ملانے والی مختلف راہیں، مختلف ذریعے۔ خدا کو دکھانے والا، خدا تک پہنچانے والا ایک وجود جو خود مقرب ہے اور خدا کو بہت پیارا ہے اور تیسرا معنی یہ ہے خدا تک پہنچانے والا وہ وجود جو اس سے پہلے تمام مقربین کے لئے بھی ایک وسیلہ تھا اور وہ خدا تک پہنچنے کے لئے اس کی راہیں تلاش کرتے تھے اور اس سے محبت اور پیار کا اظہار کرتے تھے۔ پس ان معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ بن جاتے ہیں لیکن یہ جو وسیلہ کا تصور ہے یہ کوئی ایسا تصور نہیں ہے جیسے صوفی یا پیر آپ کو بعض وظیفہ سکھا دیتے ہیں کہ یہ وظیفے کرلو تو تم فلاں اعلیٰ مقام تک پہنچ جاؤ گے۔ اس لفظ کی تفصیل پر آپ غور کریں تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ذات میں وسیلہ کے سارے معانی پورے ہوتے دکھائی دیتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کے قرب کی تمام راہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں مجتمع اور مرتکز ہیں اور جس نے بھی خدا تک پہنچنا ہے جس راہ سے بھی وہ پہنچنا چاہتا ہے وہ ہر راہ محمد مصطفیٰؐ سے ہو کر گزرے گی یعنی آپ سے بہتر خدا نما اور کوئی نہیں ہے اور خدا تک پہنچنے کے لئے صفات الٰہی کا اختیار کرنا ضروری ہے مثلاً صفات الٰہی سے محبت پیدا کرنا ضروری ہے اور سب سے زیادہ صفات الٰہی کا مظہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ خدا کی راہ سے گزرنے کے لئے جتنے بھی امکانی رستے ہو سکتے ہیں۔ بنی نوع انسان سے محبت، غریبوں کا حق ادا کرنا، مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دلانا۔ یہ مطلب ہے وسیلہ کا۔ کوئی فرضی بات ایسی نہیں ہے کہ صرف زبان سے درود ادا ہو گیا اور آپ خدا والے بن گئے یا خدا کے نام جپ لئے کسی کمرہ میں بیٹھ کر تو آپ خدا والے بن گئے۔ **خدا والا بننے کے لئے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طے شدہ راہوں سے گزرنا ہوگا اور وہ راہیں سارے عالم پر پھیلی پڑی ہیں، انسانی زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والی راہیں ہیں** ان کا تمام انسانی فطرت سے گہرا تعلق ہے اور چھوٹی سی چھوٹی راہ جو آپ کے ذہن میں آتی ہے وہاں بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ پا آپ دیکھیں گے اور بڑی سے بڑی راہ جو آپ تجویز کر سکتے ہیں وہاں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش پا آپ کو نظر آئیں گے۔ ان قدموں کی پیروی کرتے ہوئے ان کو چومتے ہوئے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعائیں دیتے ہوئے اور آپؐ پر درود پڑھتے ہوئے آگے بڑھنے کا نام وسیلہ اختیار کرنا ہے۔ اس لئے جتنے بھی پروگرام میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں وہ حصول وسیلہ کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے آئندہ بھی جب ان پروگراموں کا ذکر کروں گا تو آپ پر یہ بات روشن ہوتی چلی جائے گی کہ سیرت نبویؐ کا مضمون کتنا گہرا، کتنا وسیع اور کتنا لازمی ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا کوئی امکان نہیں ہے ہمارے لئے، روحانی زندگی کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ تمام تر روحانی زندگی کا انحصار وسیلہ پر ہے اور وسیلہ سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی سیرت اپنے تمام جمال وکمال کے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس سال وسیلہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں اور خدا تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے، اپنے لئے وسیلہ

بنا لینے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

آج نمازوں کے بعد کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب ہوگی ۔ سب سے پہلے تو ہمارے سلسلہ کے بہت ہی مخلص فدائی ، بےنفس بزرگ مکرم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی پنجاب کی اہلیہ سکینہ بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ غائب پڑھانی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ امریکہ کے سفر کے دوران یا تو یہ خبر مجھے ملی نہیں یا سرسری طور پر بیان ہوئی ہے تو میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا اور اس وقت جب صدمہ تازہ تھا اس وقت نماز جنازہ پڑھا دینی چاہئے تھی مگر واپس آ کر پھر یہ اطلاع ملی اور پھر مرزا صاحب کا خط بھی ملا ہے انہوں نے بھی تحریک کی ہے ۔ مرزا صاحب کی خدمات اور بےنفس خدمات سلسلہ کی یہ تو ظاہر و باہر ہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں انکا صدمہ ہم سب کا صدمہ ہے جس حد تک بھی ہمارا ان سے تعلق ہے ہم اس میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ انکی مرحومہ بیگم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور سایہ رحمت میں جگہ دے ۔

اسی طرح ہمارے ایک اور امیر جماعت ہیں اسلام آباد کے بڑے مخلص فدائی امیر ہیں شیخ عبدالوھاب صاحب انکے والد محترم شیخ عبدالرحمان صاحب کپورتھلوی صحابی تو مجھے علم نہیں مگر موصی تھے یہ ربوہ میں چند دن ہوئے وفات پا گئے ہیں ۔

پھر ہمارے بہت ہی مخلص جوان آغاز پختہ جوانی کی عمر میں تھے ملک رشید احمد صاحب مسقط میں غالباً ہماری جماعت کے صدر تھے اور بہت ہی مخلص بہت اچھے کارکن اور یہاں ایسا اچھا مالی نظام انہوں نے وہاں مستحکم کیا اپنے علاقے میں باوجود بہت ساری دقتوں کے کہ انکی رپورٹیں دیکھ کر بسا اوقات دل سے انکے لئے دعا نکلتی تھی اور میں نے کئی دفعہ اظہار بھی کیا کہ ماشاء اللہ آپ کا کام ایک مثالی کام ہے ۔ انکو پہاڑی سے گر کر ایسی شدید چوٹیں آئیں کہ جس کے نتیجہ میں کچھ عرصہ کے بعد وہ مالک حقیقی سے جا ملے اور جانبر نہ ہو سکے ۔ انکی بیوی بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہیں ۔ انکے بھائی ملک مسعود احمد صاحب امریکہ میں بڑے مخلص کارکن ہیں سلسلہ کے مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر ہیں ملک مبارک احمد صاحب واشنگٹن میں ہیں اسی طرح ملک اعجاز ، ملک محمود وغیرہ جتنے بھی بھائی ہیں وہ سارے اللہ کے فضل سے خدمت دین میں پیش پیش ہیں ۔ اس لئے ملک رشید صاحب کو بھی خصوصی دعا میں

یاد رکھا جائے۔

ایک میاں فضل کریم صاحب صدر جماعت چک سکندر گجرات کے وصال کی اطلاع ملی ہے۔ ایک مکرم ریاض احمد صاحب سلیم ہیں فیض احمد مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی انکے بیٹے۔ ایک مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ مکرم محمد اسحاق صاحب ورک کی اہلیہ تھیں۔ محمد اسحاق صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بھی موصیہ تھیں مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ اسحاق صاحب کو قادیان کے لوگ جانتے ہوں گے وہاں انکا بڑے بازار میں ایک جنرل سٹور تھا اور اس زمانے میں اچھی شہرت رکھتے تھے اپنے سلوک کی وجہ سے لین دین میں معاملات کی صفائی کی وجہ سے۔ بہر حال یہ سارے ہیں مرحومین جنکی نماز جنازہ غائب انشاء اللہ جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد ہوگی۔